آسامی مصدقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وھو الھادی للمصدقین بفضلہ العمیم
آسامی مصدقان مہدی علیہ السلام از
اولیا و علما و پادشاہان دانا و امراء رح
فمنہم افضل العارفین شیخ مومن توکلی متوطن
موضع اڑم و مانند شان بسیار اولیا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور وہی ہدایت کرنیوالا ہے تصدیق کرنے والوں کو اپنے
عام فضل سے۔ منجملہ مہدوی اولیأ اور علما اور بادشاہان
دانا اور امراءرح کے یہ چند نام ہیں (الوالعزم
مہدیوں کی مختصر فہرست) ان میں سے
افضل العارفین شیخ مومن توکلی ساکن موضع اڑم

لہ سلطان قاسم برید بیدر کا بادشاہ ایک خواب دیکھا کہ ایک شیر شہر کے ایک دروازے سے آیا اور دوسرے دروازہ سے چلا گیا ہر چند کہ اس کی تعبیر علماء و مشائخین سے پوچھی۔ لیکن کسی نے نہ بتایا مگر شیخ مومن توکلی ساکن اڑم نے تعبیر فرمایا کہ عنقریب انشاء اللہ ایک بزرگ جناب شیر خدا علی مرتضیٰؓ کے مثل یہاں تشریف لائینگے اوس کے چند روز بعد حضرت مہدی موعودؑ کی وہاں رونق افروزی ہوئی آپ کے فیض بیان اور تاثیر کلام سے یہاں کے علما و مشائخین گرویدہ ہو گئے حتی کہ آثار و اخبار کے نظر کرتے اور آپ کے اخلاق کے لحاظ سے اکثر علماء مثلاً حضرت شیخ مومن توکلی اور قاضی علاء الدین بدری وغیرہ نے مشورہ کیا کہ یہی ذات مہدی موعود ہے۔ حضرت شیخ مومن بڑے اہل دل اور محقق دیندار زاہد و پرہیزگار عالم باعمل تھے ہزارہا آدمی آپ کے مرید تھے۔ جب آپ کو اس بات کا ظن غالب ہوا کہ یہی ذات مہدی موعود ہوگی تو آپ نے سمجھا کہ مہدی چونکہ خاتم الاولیأ ہوگا لہٰذا اس کی مبارک پشت پر مہر ولایت کا ہونا لازمی ہے پس کسی طرح اس سید کی پشت کو دیکھنا چاہیئے تاکہ خلش دل رفع ہو یہ سوچ کر آپ نے ایک روز آنحضرت سے عرض کیا کہ اگرچہ غلام حضرت کی مہمانی کے لائق نہیں لیکن کمال اشتیاق نے اس معروضہ کی جرأت دلائی کہ حضرت اپنے مبارک قدم سے میری قیام گاہ کو زینت بخشیں۔ آنحضرت نے مسکرا کر دعوت قبول فرمائی۔ شیخ اسم بامسمّی ایسے متوکل تھے کہ اس وقت ان کے پاس بجز ایک چھری کے اور کچھ شئے نہ تھی۔ آپ نے چھری بیچکر ماحضر تیار کیا جب حضرت مہدی علیہ السلام شیخ صاحب کے گھر تشریف لائے تو شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غسل کا پانی تیار ہے حمام میں تشریف لے چلیں جب آنحضرت حمام میں تشریف لائے اور غسل کے لئے پیراہن اتارے اسوقت شیخ صاحب فوراً حضرت کی پس پشت ہو گئے اور اس بہانے سے مہر ولایت کی زیارت سے مشرف ہوئے

حالات ومعاملات ومکاشفات وکرامات پیش از دعواے مہدیت حضرت میراں علیہ السلام تعریف آں ذات کرامت صفات کردہ اند کہ ایں مہدی موعود است علیہ السلام۔	(ضلع بیدر) کے رہنے والے تھے اور مثل اونکے بہت سے صاحب حالات ومعاملات ومکاشفات وکرامات نے آپکے دعوی مہدیت سے پیشتر آپکی ذات کرامت صفات سے آگاہ کردیا ہے (اپنے ہم زمانہ کو) کہ یہی ذات مہدی موعود عم ہے۔

(بقیہ حاشیہ نمبر (۱) بوسہ دیکر آنکھوں کو ملا نہایت ادب سے پابوس ہوکر عرض کیا حضور یہ سب گستاخی اسی غرض سے ہوی۔ اب یقین کامل ہوگیا کہ مہدی موعود آپ ہی کی پاک ذات ہے۔ شہر بیدر میں ڈیڑھ سال حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام رہا جب تک شیخ صاحب خدمت سے علیحدہ نہ ہوے۔ جب حضرت نے وہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو شیخ صاحب بھی ہمراہ ہوگئے۔ مگر حضرت مہدی علیہ السلام اونکی ضعیفی کے لحاظ سے اون کو جبرًا موضع اڑم میں ہی چھوڑدئے۔

روایت ہے کہ ایک دن شیخ صاحب اپنے مریدوں کے حلقہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے ہوے کہنے لگے کہ اگر حشر میں اللہ جل شانہ بندے سے سوال کرے کہ مومن تو میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا تو عرض کرونگا کہ الٰہی یہ دو آنکھیں ہیں کہ ان سے مہدی موعود علیہ السلام کی مہر ولایت دیکھا ہوں۔ اور اون کی مہدیت کا یقین کیا ہوں۔ یہ کہہ کر شیخ صاحب نے فرمایا کہ اے بھائیو سنو جب تم یہ خبر سنو کہ جناب سید محمد صاحب نے مہدیت کی دعوت کی اوسی وقت اون کی طرف دوڑو اور اونکی تصدیق کرو۔ کیونکہ اوس وقت اون کی تصدیق سلدی جہان پر فرض ہوجایگی جو اون کی تصدیق نہ کرے گا اوس کو آخرت میں نقصان اٹھانا پڑیگا۔

منقول ہے کہ اڑم میں شیخ کے مریدین ومعتقدین اون کے بعد نسلاً بعد نسل رہے اور مہر ولایت کا نقشہ جو شیخ نے لکھ رکھا تھا اون کے تابعین کے پاس موجود ہے پان کے مثل اوس کی شکل تھی۔ متاخرین نے حد توکل چھوڑ کر شاہی وظایف ومعاش اختیار کرنے سے قوم مہدویہ کے متوکل مشایخین اون سے دوری اختیار کرلئے جس کے باعث وہ لوگ عقیدے میں سست ہوگئے۔

ملخص از سوانح

وشاہ رکن الدین پٹنی[1] وشاہ منصور برہانپوری
ومثل ایشان بسیار مجذوبان اکمل شہادت
دادہ اند کہ ہمیں ذات مہدی موعود است
واز علماء وفضلاء ہرویہ ملا علی فیاض و ملا
محمد شروانی وملا مخدوم و ملا علی گل۔
القصہ وقتیکہ حضرت امام علیہ السلام
بفرہ رسیدند اکثر علماء آنجانب تصدیق
آوردند وبعضے ساکت شدند آخر الامر

اور شاہ رکن الدین پٹنی اور شاہ منصور برہانپوری
اور مثل اونکے بہت سے مجذوبان اکمل نے شہادت
دیدی ہے کہ یہی ذات مہدی موعودؑ ہے۔
اور ہرات کے علماء و فضلاء سے ملا علی فیاض اور
ملا محمد شروانی اور ملا مخدوم اور ملا علی گل نے
القصہ جسوقت کہ حضرت امام علیہ السلام شہر فرہ پہنچے
وہاں کے اکثر علمانے تصدیق کی۔ اور
بعض ساکت رہے۔ آخر کار۔

[1] مروی ہے کہ جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام شہر پیراں پٹن گجرات میں پہنچے تو وہاں آپ نے خان سرور کے حوض کے کنارے نزول فرمائے۔ پٹن میں شاہ رکن الدین نامی ایک مجذوب کامل رہتے تھے انھوں نے اپنے معتقدین کے ہاتھ ساٹھ نان اور ایک سو بیس موز حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس للہ نذر بھجوائے حضرت امام علیہ السلام نے فی کس ایک نان اور دو موز سویت کرنے کا حکم فرمایا۔ جب سویت ہوئی تو سب کو علی السویہ بنٹ گئے چونکہ شاہ صاحب نے نہ حضرت کے اصحاب کو گنا تھا نہ حضرت نے نان اور موز گنتی کیا تھا۔ انھوں نے بھیجا اور آپ نے برابر بانٹ دیا یہ ایک اچنبے کی بات تھی لہذا اس وقت کسی نے عرض کیا کہ گویا شاہ صاحب نے آدمیوں کی گنتی کر کے ضیافت بھیجی تھی یہ سنکر حضرت نے فرمایا ہاں ہاں یہ ایسے ہی کامل ہیں ان کی روح چھ میل آگے سے استقبال آئی ہے۔ روایت ہے کہ آپ ہمیشہ عوام کالانعام سے پردہ شرعی یعنے ستر عورت نہیں کرتے تھے جیسے اکثر مجذوبوں کی یہی حالت ہوتی ہے جب حضرت مہدی موعودؑ جامع شہر نہر والہ کی طرف نماز جمعہ کے لئے تشریف لیجارہے تھے اس وقت آستانہ شاہ صاحب پر سے آپ کا گزر ہوا شاہ صاحب نے خادموں سے کہا فوراً کپڑے لاؤ شریعت کا بادشاہ آرہا ہے غرض لوگوں نے فوراً حضرت کو لباس دیا آپ زیب تن فرما کر استقبال گئے جب نظر حضرت مہدی علیہ السلام پر پڑی تو تین بار بودبانہ قدم بوسی عرض کر کے کہنے لگے کہ اے ہمارے بابا کیا اچھا ہوا کہ تیرا آنا ہوا کیونکہ سب چھوٹے (عاشقان) اضطراب میں تھے اور یہ عاجز حضرت کی حضوری سے دور رہتا ہے (یعنے امور شرعی سے معذور ہے) اسی طرح نہایت عجز وانکساری ظاہر فرمائے اس وقت ایسے زبردست مجذوب کا متشرع لباس پہنکر آپکے سامنے حاضر ہوجانا اور اس قدر اشتیاق اور عاجزی کا کلام کرنا اس وقت کے کثیر التعداد مجمع کے خاص وعام میں سناٹا پیدا کردیا۔ چنانچہ تمام نے بالاتفاق یہ اقرار کیا کہ بیشک ایسا خدا کی طرف بلانے والا حقت

بعد مقدار ایکسال علماء فره به بادشاه خراسان عرضی نوشتند که علم تحصیلی تمام عمر پیش امام علیه السلام خرچ کردیم. اما رفع دعوای مہدیت از آن حضرت نتوانستیم لاجرم روئے به تصدیق آوردیم فی الجملہ بادشاہ مذکور اسمہٗ میرزا حسین آن ہر چہار علما را برائے تفحص نمودن این امر ضروری مقرر ساخت ایشان از کتب خانہ بادشاہ

ایک سال کے بعد علماء فرہ نے بادشاہ خراسان کو عرضی لکھی کہ ہم نے اپنی عمر بھر کا حاصل کیا ہوا علم حضرت امام عر کے حضور میں خرچ کر دیا مگر حضرت کے دعویٰ مہدیت کو رد نہ کر سکے ناچار ہم نے تصدیق کرلی۔ حاصل کلام بادشاہ مذکور نے جس کا نام میرزا حسین ہے ان چاروں (مذکورہ بالا) علما کو اس امر ضروری (دعوت مہدیت) کی دریافت کیلئے مقرر کیا انھوں نے شاہی کتب خانہ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳) کو زندہ کرنے والا بدعت کو مٹانے والا۔ حضرت سردار انبیاء کے بعد سے آجتک کوئی ولی نہیں ہوا اگر مہدی کا آنا لابدی ہے تو بجز اس ذات کے کوئی دوسرا مہدی ہو نہیں سکتا۔ مروی ہے کہ جب ملاّ معین الدین کے شاگرد حضرت امام علیہ السلام سے مناظرہ کے لئے چلے تو راستہ میں شاہ رکن الدین سے فال لینے کی غرض سے حاضر ہو کر شاہ صاحب کو کچھ نذر گزرانے آپ نے گجراتی زبان میں فرمایا کہ چوہوں نے ہار بنایا ہے کہ بلی کے گلے میں ڈالیں مگر کہیں چوہے بلی کو ہار پہنا سکتے ہیں۔ شاہ صاحب کے اس بیان سے علما کی کمر ٹوٹ گئی آخرکار مجلس وعظ میں حاضر ہوئے تو سوال سے پیشتر امام علیہ السلام نے اون کے اشکال کو حل فرمادیا سوال کی نوبت ہی نہیں آئی نیز منقول ہے کہ حضرت مولانا یوسف سہیت رضؓ کے باپ کے مکان پر ایک مجذوب تخمیناً بیس سال سے پڑے ہوئے تھے ایک روز میاں یوسف کے والد کو حمام میں آواز آئی کہ مہدی موعود پیدا ہوا فوراً وہ آواز کی طرف جھپٹے مگر مجذوب صاحب غائب ہر چند تلاش کئے کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر انھوں نے ایک پرچے پر دن تاریخ بطور یادداشت لکھ رکھا۔ جب میاں یوسف حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور اپنی مشیخت و مقتدای چھوڑ کر آپ کے حلقۂ فقرا میں شریک ہو گئے تو ایک روز والد کی یادداشت یاد آگئی مگر خیال نہ تھا کہ کس کتاب میں ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں یوسف کیوں متفکر ہو تمہارے والد کی یادداشت فلاں کتاب کے فلاں ورق میں رکھی ہوئی ہے فوراً میاں یوسف نے جاکر پرچہ نکالا اور سنہ و تاریخ ولادت امام علیہ السلام سے مطابقت کر کے دیکھا تو برابر پایا۔ ہنوز مہدی علیہ السلام نے مہدیت کا دعویٰ ہو کد نہیں فرمایا تھا مگر میاں یوسف نے عرض کیا کہ میرانجی اب بندہ کو اجازت ہو تاکہ حضرت کی مہدیت پر حجج و براہین پیش کرے حضرت نے فرمایا ابھی وقت باقی ہے غرض اسی طرح بہتیرے مجذوبوں نے آپکی شہادت دی ہے۱۲

واز ہمہ جا کتابہا جمع ساختہ مقدارا
دو ماہ با جماعت علماء مطالعہ فرمودند
اما چیزے برین مدعا نیافتند الا مختلف فیہ
مگر چند سوال از روئے فراست کہ مومنان
را است استنباط کردہ مشخص نمودند۔
الغرض وقتیکہ با حضرت امام علیہ السلام
مجلس کردہ اند ہمہ سوالہا کما حقہ
حل شدند و در تحقیق دعوی آنذات
ہیچ گمان نماند کقولہ تعالی فوقع الحق
وبطل ما کانوا یعملون[۱] پس در پائے
آنحضرت افتادہ تصدیق آوردند۔
کما اخبر سبحانہ تعالی والقی السحرۃ
ساجدین قالوا امنا برب العالمین
واز دانشمندان دیگر میان لاڑ شہ
گجراتی افضل علماء دین بودند بارہا در مجمع
علماء حجت مہدیت امام عم دادہ اند
ومیاں الہداد حمید مانڈو عالم بے نظیر
بودند دیوانے غیر منقوط در تعریف امام[۲]

اور نیز تمام جگہ سے کتابیں جمع کرکے دو مہینے
تک علماء کی جماعت کے ساتھ مطالعہ کیا اگر کوئی
چیز اس مدعا پر نہیں پائی مگر مختلف فیہ اگورواتی مہدیت
وغیرہ ایسی نہ ملی جس پر حصر کردیا جا سکے جو
کچھ ملا مختلف فیہ تھا لیکن چند ایسے سوال
جو مومنوں کے لئے زیبا ہیں دا اپنے شایان
شان ، اپنی فراست سے منتخب کرکے پاس
کر دئے الغرض انھوں نے جس وقت کہ حضرت
امام علیہ السلام سے مباحثہ کیا ہے تمام سوالات
جیسا کہ چاہئے حل ہوگئے اور حضرت کے دعوے
کی تحقیق میں کوئی شبہ نہ رہا جیسا کہ اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے پس ثابت ہوا حق اور باطل ہوگیا
جو کچھ کہ انھوں نے کیا تھا۔ پس آپ کے قدموں پر
گر کے (اونچا رون) نے تصدیق کرلی جیسا کہ اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اور گرادئے گئے تمام جادوگر سجدے
میں اور پکار اٹھے کہ ہم نے پروردگار جہاں پر ایمان لایا
دوسرے عقلمندوں (اہل دل) سے میاں لاڑ شہ
گجراتی نے جو علماء دین میں افضل تھے بارہا مجمع

---

[۱] سورہ شعراء جز ۱۹ ارکوع ۱۶۔ یہ آیت حضرت موسیٰ عم کے قصہ میں ہے جبکہ معجزہ عصا سے جادوگروں کا جادو باطل ہوگیا اور موسیٰ عم کو خدا نے غلبہ دیا تو اسوقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق ثابت ہوا اور باطل باطل دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں خفیف ہوئے تو خدا کا خوف اونکے دل میں پیدا ہوا۔ اور پروردگار عالمین پر ایمان لائے۔ [۲] جناب عیسیٰ میاں صاحب آنریری جج حیدرآباد نے طبع کرایا ہے

بسیار مرغوب پرداختہ اند و میاںؒ ملکجیو[۱]
خواجہ طٰہٰ ہم در تعریف حضرت امام
علیہ السلام دو دیوان بر صنعتہائے
شاعرانہ بے بدل نوشتہ اند۔ علامۃ العصر
قاضی علاءالدین بدریؒ[۲] در سفر حج ملازم
حضرت امام عم بودند بعد از دعوئے امام
استفتاء بہ حجت اقوی نوشتہ اند۔
و میاںؒ عبدالملک سجاوندیؒ[۳] عالم
علم مجازی و حقیقی بودند سوالہائے

علماء میں حضرت عم کی مہدیت ثابت کردی ہے
اور میاں الہداد حمید مانڈوی نے جو بے نظیر عالم
تھے حضرت مہدی علیہ السلام کی تعریف میں ایک غیر
منقوطہ دیوان نہایت مرغوب لکھا ہے اور میاں
ملک جیو طہ نے بھی حضرت مہدی عم کی شان میں
شاعرانہ صنعتوں پر دو دیوان بے بدل لکھے ہیں
علامۂ زمانہ قاضی علاءالدین بدری جو سفر حج میں
حضرت مہدی عم کے ہمراہ تھے حضرت کے دعوے
مہدیت کے بعد قوی تر دلائل سے استفتا لکھا ہے

۱؎ حضرت میاں ملکجیو المتخلص بہ مہری۔ گجرات کے باشندے عالم فاضل مشاہیر سے تھے اور حضرت بندگی میاں الہداد حمید کے شاگرد بھی تھے آپ نے حضرت امام عم کی تصدیق گجرات ہی میں کی بعد وفات مہدی علیہ السلام حضرت کے خلیفہ بندگی میاں سید خوندمیر رضؓ کی صحبت اختیار کئے اور آپ کے ہمراہ جنگ بدر ولایت میں شہید ہوے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند قلعہ بلدرگ دہار اسیون علاقہ حیدرآباد میں جاگیردار تھے واللہ اعلم

۲؎ جناب قاضی علاء الدین بدری بڑے عالم اور علامہ کامل پابند شرع مقتدائے زمانہ شہر بیدر کے قاضی تھے حضرت سیدنا مہدی موعود عم کے نہایت درجہ معتقد تھے حضرتؑ کے بیدر میں قیام فرمانے تک ہمیشہ بلا ناغہ مجلس بیان میں حاضر ہوتے تھے جس وقت حضرت عم بیدر سے روانہ ہونے لگے اوس وقت حضرت سے ملنے کے لئے شہر کے نامور جمع ہوگئے۔ قاضی صاحب کو غسل کرتے اور کپڑے بدلتے آنے میں دیر ہوگئی۔ جب حضور میں پہنچے تو جناب مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک قاضی صاحب پر پڑتے ہی آپ نے ہندی دوہا فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے (دل کو پاک کر کپڑا دھویا ہو یا نہ دھویا ہو سفید کپڑوں سے نجات نہیں ملتی غفلت کی نیند نہ سو . اس کلام پاک کا قاضی صاحب کے دل پر ایسا تیر لگا کہ اُسی وقت منصب قضاوت کو چھوڑ دیا وما فیہا سے منہ موڑ ہیں سے جناب مہدی علیہ السلام کے ہمراہ ہوگئے ۱۲ سوانح۔

۳؎ آپ بڑے زبردست عالم باعمل تھے ایک روز آپ کسی ضرورت کے لئے جنگل کی طرف گئے تھے وہاں حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضؓ کے دائرے کے چند لڑکے جلانے کی لکڑیاں لانے کے لئے گئے ہوے تھے نماز کا وقت تھا انھوں نے اذاں کہی اور باجماعت نماز پڑہی اور بعد نماز کچھ آیات

شیخ علی متقی را جواب با صواب نوشتہ اند
و اشکالہائے شیخ مبارک تمام حل ساختہ
و غیر ازیں ہا رسالہا پرداختہ اند
کہ ہر یک را موجب تصدیق باشد
و شیخ بھائی براڑی عالم صالح و معتمد
بادشاہ براڑ بودند چندبار بہ سبب
این مدعا ایشانرا اخراج کردہ شد
آخر الامر ایشاں با فقرا، وابستہ
با دائرۂ خود بولایت ملیبار رفتند
بسیار مردماں آنجائی تصدیق مہدی
علیہ السلام کردہ معتقد ایشاں گشتند
و ایشاں را با ہمہ فقیراں دائرہ بہ مکہ
مبارک رسانیدند دگرنہ ظاہر است
کہ فقیر متوکل را با زمرۂ فقیران دائرہ
مع زنان و فرزندان سفر دریا نمودن

اور میاں عبدالملک سجاوندی نے
جو علم مجازی و حقیقی کے عالم تھے شیخ علی
متقی کے سوالات کا جواب باصواب دیا ہے اور
شیخ مبارک کے تمام شبہات حل کئے ہیں علاوہ ازیں
بہت سے ایسے رسالے لکھے ہیں جو ہر ایک شخص کیلئے
موجب تصدیق حضرت مہدی عؑ ہیں اور شیخ
بھائی براڑی جو عالم صالح اور معتمد بادشاہ براڑ
تھے چند بار اسی وجہ سے (تشہیر مذہب مہدیہ)
اونکا اخراج کیا گیا۔ آخر کار آپ اپنے دائرہ
کے فقیروں سمیت ملک ملیبار چلے گئے وہاں کے
بہت سے لوگوں نے مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی اور انکے
معتقد ہوگئے اور ان کو تمام فقیران دائرہ
سمیت مکہ معظمہ پہنچادیا ورنہ یہ بات ظاہر ہے کہ فقیر
متوکل کو جماعت فقرا دائرہ کے ساتھ معہ بال بچے دریا کا
سفر کرنا ناممکن ہے خصوصًا اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) قرآنی کا بیان بھی کیا میاں عبدالملک اس ماجرے کو دیکھہ کر دنگ ہوگئے علاوہ ازیں بیان میں کچھ
ایسی نکتہ سنجی تھی کہ محو حیرت ہوگئے پس آپ نے کہا کہ جنکے بچے ایسے باخدا لائق و سمجھدار ہیں تو اونکے بڑے دن کا کیا کہنا اون
سے ضرور ملنا چاہئیے یہ سونچکر بچوں کے پیچھے پیچھے حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضہ کے دائرہ کو پہونچے اور حضرت سے
ملاقات کرکے شیدا و دلدادہ ہوگئے۔ عرض کی کہ حضرت مجھے تلقین فرمانا آپنے ارشاد فرمایا کہ بھائی تم بڑے عالم
اور بندہ محض امی ہے کیسے بنے گی انھوں نے عرض کیا کہ بندہ اپنا علم حضرت کی امیت پر قربان کرچکا مجھے تعلیم کریں۔
پس آپنے تصدیق و تلقین سے مشرف فرمایا۔ جس وقت شیخ علی متقی (جو پہلے مہدوی تھا تاب فقیری نہ لاکر اندنوں
چھوڑکر مکہ کو بھاگ گیا) نے ایک رسالہ تردید مہدیت کا لکھ کر یہاں روانہ کیا۔ اس وقت حسب الحکم شاہ دلاور رضہ
میاں عبدالملک نے اسکا جواب لکھا جس کا نام سراج الابصار ہے یہ رسالہ عربی ہے اسکے دیکھنے سے آپکی قابلیت معلوم ہوتی ہے ۱۲

نا ممکن است - پس در مکہ مشرفہ قدر یکسال
بر تصدیق مہدی علیہ السلام دعوت فرمودند
و شیخ علی متقی را بہ قوت علمی ظاہری و
باطنی تمام ملزم ساختند پس شیخ مذکور عاجز
شدہ ایشانرا خرج راہ و مرکب دادہ تا
بہ ہندوستان با دائرہ ایشان رسانید
وگرنہ عزم ایشان سفر استنبول بود -
و شیخ علائی[1] ہندوستانی مردے عالم
عامل و صالح کامل معتمد بادشاہ و مقتدائے
امرائے و وزراء بودند در بحث مہدیت

اوس زمانہ میں) پس آپ مکہ معظمہ میں ایکسال
تک مہدی عد کی تصدیق پر دعوت کرتے
رہے اور شیخ علی متقی کو علم ظاہر و باطنی
کی قوت سے عاجز کر دیا۔ شیخ مذکور
عاجز ہو کر آپ کو خرچ راہ اور سواری
دیکر آپ کے دائرہ میں ہندوستان
پہونچا دیا۔ ورنہ آپ کا ارادہ تو سفر استنبول
کا تھا اور شیخ علائی ہندوستانی (جنکی
شہادت کا عبرتناک واقعہ دربار اکبری میں درج ہے)
عالم عامل صالح کامل معتمد بادشاہ اور مقتدار

[1] آپ بڑے مشہور و معروف عالم باعمل اور پیر طریقت اہل ارشاد تھے ہزارہا مرید امیر و فقیر آپ کے آستانہ پر جبیں سا تھے جب آپ کو حق کا انکشاف ہوا۔ مذہب مہدویہ اختیار کرکے اپنی سجادگی کو ترک کرکے بادشاہ اور امیروں کی صحبت سے نفرت اختیار کی اور مذہب مہدویہ پر لوگوں کو دعوت کرنے لگے آپ کے وعظ و بیان سے متاثر ہو کر صدہا آدمی مہدوی ہونے لگے چونکہ اکثر علماء جو دنیا کے طالب بادشاہوں کے مصاحب ہوتے آئے ہیں مذہب مہدویہ سے خصوصیت کے ساتھ سخت عداوت رکھتے تھے لہذا شیخ علائی کے بھی دشمن بنگئے سلیم شاہ سوری کو اوندھا سیدھا سمجھا کر شیخ کو قید کیا۔ اور دربار میں مجلس مناظرہ ہوئی تمام علماء شیخ کے سامنے خفیف و ذلیل ہوئے شیخ نے ثابت کر دیا کہ سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود آخر الزماں ہے پھر تو شیخ پر مار پیٹ شروع ہوئی۔ حتی کہ وہ زاہد عارف نحیف الجثہ دو چار کوڑوں میں جان بحق ہو گیا۔ اس عظیم الشان واقعہ کی تفصیل منتخب التاریخ یا دربار اکبری مطبوعہ لاہور میں دیکھنی چاہئے کہ مورخین نے باوجود اختلاف مذہب آپکے حالات کس خوبی سے بیان کئے ہیں۔

والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اور حال میں تذکرہ مولانا ابوالکلام میں واقعہ بالا پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے جو قابل دید ہے گویا مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلاً کی تفسیر ہے

حضرت میراں علیہ السلام بر ہمہ علماء در مجلس شیر شاہ
غالب آمدند و حجت منکران امام علیہ السلام
باطل شد پس چنانچہ بعد ملزم شدن نمرودیان
قالوا حرقوا وانصروا آلھتکم ان کنتم
فاعلین ایشان نیز شیخ را سیاست
فرمودند و میاں شیخ مصطفیٰ علماء شریعت

امراء و وزراء تھے حضرت مہدی عہ کی بحث
مہدیت یعنی (ثبوت مہدیت) میں شیر شاہ
کی مجلس (دربار) میں تمام علماء پر غالب آگئے
اور حضرت عہ سے انکار کرنے والوں کی حجت
باطل ہوگئی جیسا کہ نمرودیوں نے عاجز ہونے
کے بعد کہا کہ اسکو (ابراہیم علیہ السلام) جلادو اور اپنے خداؤں

ہے شیخ مصطفیٰ افضل العلماء ہونے کے علاوہ صاحب خانوادہ تھے اور ایسے مقدس مانے گئے تھے کہ اگرہ ناگوبر یورپ کو آپ کا پس خوردہ منگایا جاتا تھا جس سے مایوس مریض شفا پاتے تھے جب آپ نے محض خداطلبی کے لئے مذہب مہدویہ اختیار کیا تو آپ کی کیفیت عجیب و غریب ہوگئی گجرات کے بڑے بڑے لوگ آپ کی فیض صحبت سے مہدوی ہونے لگے روز بروز مہدویوں کی تعداد بڑھنے لگی اور شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے علم و تقدس کا شہرہ عام ہونے لگا ملا عبدالنبی اور مخدوم الملک نے جو اپنے نمائشی علم و فضل کا سکہ اکبر کے دل میں بٹھا کر عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے سخت پریشان ہوگئے کہ اگر شیخ مصطفےٰ کے علم و تقدس کے حالات اکبر تک پہونچ جائیں اور ایسا ہوتا اس لئے ممکن ہے کہ بڑے بڑے سرداران ملک مہدوی ہو رہے ہیں چنانچہ شیر خاں پولادی و عثمان خاں ہمشیرہ زادہ شیر شاہ بادشاہ مہدوی ہوگئے ہیں تو ضرور ہے کہ شیخ مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ باریاب ہوجائینگے اور شہنشاہ اون کا مطیع ہوجائیگا جس سے ہماری دنیا بگڑ جائیگی۔ پس انھوں نے والی گجرات (گورنر) پر اپنی قربت شاہی کا اثر ڈالکر طلب ثبوت مذہب کے حیلہ میں حضرت شیخ رح کو قید کروادیا۔ اور شہنشاہ کے حضور میں جھوٹی شکایت پیش کردی اکبر فی نفسہ رحمدل اور قدرتاً منصف تھا لہذا شکایت کو صحیح نہ باور کرکے دربار میں تحقیقات کا حکم دیا۔ پس حضرت شیخ مصطفیٰ رح حاضر دربار کئے گئے اور مباحثہ ہوا اور ہر مہینہ میں ایک مجلس قرار پائی چنانچہ اٹھارہ مہینہ میں اٹھارہ مجلسیں ہوئیں۔ مخدوم الملک اور عبدالنبی کے ساتھ ہمیشہ چالیس مولوی شریک مباحثہ تھے حضرت شیخ رح کے جوابات کیا تھے گویا نکات شریعت کا چمن پھولا ہوا ہے جس سے حقیقت کی خوشبو مہک رہی ہے دربار پر سکتی چھائی ہوئی ہے اکبر مسرور اور دل سے میاں مصطفیٰ کا معتقد ہو رہا ہے چنانچہ جوش خوش اعتقادی سے اکبر نے کہا میاں مصطفےٰ کچھ مانگو آپ نے جواب دیا کچھ نہ چاہئے پھر اصرار سے کہا تو آپ نے مجبور ہو کر قرآن شریف مانگا اکبر نے قرآن شریف کے اوراق میں سونے کے ٹکڑے رکھکر خود اپنے ہاتھ سے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کو دیا۔ آپنے دیکھا کہ وزن زیادہ ہے اس لئے مقوے کو پکڑ کر اوراق جھٹک دئے تو سونے کے ٹکڑے زمین پر

و مقتدار طریقت صاحب حالات و
معاملات بودند بسبب ایشاں بسیار علما

کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو ان لوگوں
نے بھی شیخ رح کو تکلیف پہونچائی (شہید کردالا)

بقیہ نوٹ صفحہ ۹ ابکھر گئے۔ بعض علما جو حاضر دربار تھے کچھ بگڑ بیٹھے اٹھالئے اکبر کی نظر پڑ گئی غضبناک ہوکر کہا کہ تم میں اور شیخ رح میں اتنا فرق ہے (یہ واقعہ حضرت شیخ علائی کے واقعہ کے ہو بہو ہے) اب حضرت شیخ رح پر اور تکلیف گزرنے لگی یعنی شب بھر ایسے آہنی خار دار پنجرے میں رکھتے کہ نہ آپ بیٹھ سکتے نہ کھڑے رہ سکتے نہ لیٹ سکتے بلکہ شب بھر حالت رکوع میں رہتے۔ جب صبح ہوتی تو معمولی قید میں رکھتے اور جب مباحثہ کے لئے دربار میں لاتے تو اچھے لباس میں لاتے۔ لیکن حضرت کی لاغری اور اضمحلال سے اکبر نے پہچان لیا کہ ضرور شیخ کو خفیہ طور پر تکلیف دیجارہی ہے حضرت شیخ رح سے پوچھا کہ آپ پر کچھ تکلیف گزر رہی ہے آپ نے جواب دیا کہ شکر خدا غرض اٹھارہ مہینہ کی تحقیقات سے اکبر نے مذہب مہدویہ سمجھ کر علماء مخالف پر سخت غضبناک ہوا اور میاں شیخ رح سے نہایت عقیدت کے ساتھ کہا کہ جاگیر و منصب قبول کی جائے آپنے انکار کرکے فرمایا کہ مذہب مہدویہ کے خلاف ہے چونکہ شہنشاہ بے حد معتقد ہوگیا تھا اس لئے حضرت کی آسایش کے لئے جاگیر و منصب قبول کئے بغیر حضرت کو جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا اور حضرت رح ہرگز قبول نہیں کرتے تھے آپکے فرزند نے دیکھا کہ جاگیر و منصب قبول کئے بغیر اجازت رخصت نہیں ملتی اور حضرت تو ہرگز قبول نہیں فرماتے اور قید کی تکالیف سے بے حد ضعف غالب ہورہا تھا اس لئے انہوں نے بادشاہ سے سند جاگیر و حکم منصب جس کو بادشاہ نے پہلے ہی سے تیار رکھا تھا۔ اس دانائی سے شہنشاہ سے حاصل کرلیا کہ حضرت کو خبر نہ ہوئی اب شہنشاہ نے نہایت خوشی سے اجازت رخصت دیدی۔ جب حضرت اپنے ٹھکانے پر پہونچے تو آپکے فرزند وہ سند جاگیر اور حکم منصب شہنشاہ کے پاس واپس کردیا۔ اور کہلا دیا۔ کہ حضرت رح کو اجازت رخصت دلانے کے لئے میں نے لیا تھا۔ چونکہ مذہب مہدویہ کے توکل کے خلاف ہے اسلئے واپس کردیا ہے

منقول ہے کہ جب آپ بحالت قید میں تھے اور آپ پر بے حد تکلیف گزر رہی تھی آپکا استقلال دریافت فرمانے کے لئے حضرت سید الشہدا امیر کبیر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت حامل بار امانت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک نے گھوڑے پر سوار ہوکر منہ پر سبز نقاب ڈالے قید خانہ میں حضرت رح کے سامنے آکر فرمایا اے میاں مصطفےٰ تم پر بہت تکلیف گزر رہی ہے اگر تم چاہتے ہو تو ہم تم کو چھڑا لیتے ہیں آپ نے فوراً پہچان لیا کہ یہ ذات مبارک صدیق ولایت ہے اور بھیس بدلکر امتحان استقلال کے لئے تشریف لائی ہے اسلئے آپ نے حضرت صدیق رض کے جواب میں یہ دوہرہ عرض کیا۔

(دوہرہ)

جگ کے ڈھانڈے ڈھیٹ پیا تو موہے ٹھگن کا بھیس لیا۔ تل سر اوپر مارے گھن آرے سیتی چیرے تن
تب بھی نکلے یا ہی سخن مہدی آ گزشت کیا

ترجمہ:۔ دنیا کی سیر کرنے والے شوخ جان من۔ تونے میری آزمایش کے لئے وضع بدلی اگر میرا سر گھن سے پھوڑ دیا جائے

مثل ملا علاء الدین شیرازی که علامهٔ زمان بود
وچند سال در حرم محترم درس داده بودند
وقاضی بجن و پیر محمد و بابا حسن جی و قیصر خان
ومیان ناصر ومثل ایشان بسیار علماء وخواص
ملوک گجرات مانند عثمان خان سور که خواهرزاده
شیر شاه بود و شیر خان پولادی امیر گجرات
ومثل ایشان بسیار خلایق روئے به تصدیق
آوردند ودران رسوخیت حاصل کرده شد
وبسیار کسان به مقصود دینی رسیدند۔ آخر الامر
در بحث مهدیت امام علیه السلام نصره الله تعالیٰ
علی جمیع علماء عساکر بادشاه جلال الدین
کما هو مشهور که تا هژده ماه مباحثه شد از آن
دو مجلس که در قلم آمده اند آنها داخل سوانح
حالات ایشانند ومیان عبد الرشید

اور میاں شیخ مصطفیٰ علماء شریعت اور مقتداء
طریقت صاحب معاملات وحالات سے تھے آپکے
طفیل سے بہت سارے علماء جیسے ملا علاء الدین
شیرازی جو علامہ زماں تھے اور کئی سال حرم محترم
میں درس دیا ہے اور قاضی بجن اور پیر محمد اور بابا
حسن جی اور قیصر خاں اور میاں ناصر اور مثل انکے
بہت سارے علماء اور خاص اور گجرات کے بادشاہاں
مثلاً عثمان خاں سور جو شیر شاہ کے بھانجے تھے اور شیر خان
پولادی امیر گجرات اور اسی طرح بہتری مخلوق نے تصدیق
مہدی کی ہے اور اسمیں امتیاز حاصل کیا گیا اور بہت
سے اصحاب مقصود دینی (کمال) کو پہنچے ہیں آخر کار
حضرت ع کی بحث مہدیت میں خدا نے آپکو شیخ
مصطفیٰ تمام علماء لشکر بادشاہ جلال الدین پر نصرت
دی جیسا کہ مشہور ہے کہ اٹھارہ مہینہ تک مباحثہ

بقیہ صفحہ (۱۰) اور میرا جسم آرے سے چیر دیا جاوے جب بھی میری زبان سے یہی کلمہ نکلے گا کہ
مہدی آیا اور گیا۔ جب حضرت صدیق ولایت نے یہ دہرہ سنا نہایت خوش ہوکر چہرہ سے
نقاب الٹ کر اپنے دیدار سے مشرف اور اظہار خوشنودی فرمایا نوٹ ؎ شیخ علیہ الرحمہ کے مباحثہ کے مفصل واقعات جو
آپ کے مجالس سے ہے جسکا نام تحقیقات اکبری ہے اور جسکو مولوی سید عیسیٰ صاحب مجسٹریٹ مرحوم مہدوی نے چھپوایا ہے
اس کے دیکھنے سے واضح ہو گا ۔۔۔ ۱۲ مترجم۔ ؎۱ عثمان خاں زبدۃ الملک حاکم جالور نے جو خاص حضرت مہدی علیہ السلام
کے دست مبارک پر تصدیق کی ہے اور والیان ریاست پالنپور انہیں کی اولاد میں علیحدہ ہیں اور یہ عثمان خاں سور شیر شاہ
کے بھانجے جو میاں شیخ مصطفیٰ کے ہاتھ پر تصدیق کی ہے علیحدہ ہیں ؎۲ شہباز عرصہ توحید مولانا عبد الرشید علم میں یکتائے
زمانہ اور عمل میں پرہیزگار یگانہ تھے پٹن کے باشندے مشایخ حضرت امام حنیفہ رض کی اولاد سے سید علوی تھے جو وقت حضرت
مہدی موعود علیہ السلام اس شہر میں تشریف لے گئے تو آپ بھی حضرت کے مجلس بیان میں حاضر ہوئے اور بیان مبارک سنتے ہی گرویدہ ہو گئے
اور کرامت تلقین و تصدیق سے مشرف ہوئے اور ترک دنیا و صحبت حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر خلیفہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس کی ہے آپکا واقعہ
شہادت آپ کے فرزند میاں شیخ مصطفیٰ کے قید کے وقت نہایت دردناک ہوا ہے ۱۲ م

عالم عامل صالح کامل مشاہیر علماء عصر خویش
بودند بر ثبوت مہدیت رسالہ نوشتہ اند
وبعض منقولات حضرت امام عم نیز جمع کردہ اند
آخرالامر بریں نام حسنہ انجام باچند مردمان
دیگر از دست ظالمان بادشاہی شربت شہادت
چشیدند و قاضی منتجب علامۂ زمان بودند
رسالہ در ثبوت دلایل مہدیت حضرت امامؑ
پرداختہ نام آن مخزن الدلایل نہادہ
اند و شیخ زین العابدین المعروف بہ نعمتے
میان برادر ملک پیر محمدؐ مملکت مدار نظام
شاہ بودند و عالم صالح بودند رسالہ مطول
در ثبوت مہدیت میران علیہ السلام نوشتہ
اند اگر تمام تعریف ایشان نوشتہ شدے
بنام ہر یکے کتابے جداگانہ پرداختہ
گشتے بدان ملاحظہ فضل جزوے از فضلا
معدودہ رقم نمودہ شد و کذا اوصاف
علماء دیگر است کہ قدوۃ العلماء شیخ الاسلام
خراسانی و ملا حاجی فرہی و ملا درویش
ہروی و شیخ صدر الدین خراسانی
و میر کمال شہ خراسانی و میاں سلہ امین محمدؐ

ہوا اوس سے دو مجلسیں جو کہ قلم بند ہو چکی ہیں
اون کے باقی حالات پر دال ہیں اور میاں
عبدالرشید نے جو عالم عامل صالح کامل
زمانہ کے مشہور علماء سے تھے ثبوت مہدیت میں
ایک رسالہ لکھا ہے اور حضرت عم کی بعض
نقلیں بھی جمع کی ہیں آخر کار اس مبارک نام
(مہدیؑ) پر چند مریدیں کے ساتھ بادشاہی ظالموں
کے ہاتھ سے شربت شہادت نوش فرمایا ہے اور قاضی
منتجب جو علامہ زماں تھے دلایل ثبوت مہدیت
حضرت عم میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام
مخزن الدلایل رکھا ہے اور شیخ زین العابدین عرف
نعمتے میاں نے جو ملک پیر محمدؐ مملکت مدار نظام شاہ
کے بھائی اور عالم صالح تھے ایک بڑا رسالہ حضرت
میراں علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں تحریر فرمایا ہے
پوری پوری تعریف ان بزرگوں کی لکھی جائے تو
تو یقیناً ہر ایک کے نام کی ایک علیحدہ کتاب لکھی جاتی
اسی خیال سے تھوڑے اوصاف چند بزرگوں کے لکھے گئے
اور اسیطرح دوسرے علماء کے بھی اوصاف ہیں یعنی قدوۃ العلماء
شیخ الاسلام خراسانی اور ملا حاجی فرہی اور
ملا درویش ہروی اور شیخ صدر الدین خراسانی

سلہ حضرت بندگی میاں امین محمدؐ اور بندگی میاں عبدالمجید نوری اور بندگی میاں ابو محمدؐ یہ تین بھائی تھے

ہندوستانی و شیخ مبارک ہندوستانی
و قاضی ذکریا بھکری و میاں یوسف
سہیت و میاں تاج محمد سہیت و میاں
عماد سجاوندی و ملا روح اللہ و قاضی

۱۰ اور میر کمال شتر خراسانی اور میاں امین محمد
ہندوستانی اور شیخ مبارک ہندوستانی اور
قاضی ذکریا بھکری اور میاں یوسف
سہیت اور میاں تاج محمد سہیت اور میاں

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۔ بعض مورخ آپ کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ امین محمد بن شاہ سعد اللہ بن شاہ عزیز اللہ بن شاہ یحییٰ بن شاہ علاء الدین چراغ دہلی بن شاہ یعقوب بن شیخ فرید گنج شکر مسعود رحمہم اللہ اجمعین اور بعضے آپ کو حضرت معین الدین چشتی رح کی اولاد سے شمار کرتے ہیں غرض دہلی میں انکی سجادگی کی بڑی شہرت تھی بڑے بھائی عبد المجید مسند نشین تھے اکثر سلاطین و امرا انکے مرید و معتقد تھے حنفی چشتیہ مشرب تھے ہزارہا امیر و غریب آدمی آپ کے مرید تھے دہلی سے ہجرت کر کے احمد آباد میں سابرمتی کے کنارے شیخ پورے میں آکر ٹھیرے ہوئے تھے چونکہ علم ظاہر و باطن میں خوب ماہر اور زہد و تقویٰ میں قدم بشیتر اور خانوادہ چشت اور اولاد شیخ فرید گنج شکر رح سے تھے ان وجوہ سے گجرات میں بھی انکی بڑی توقیر ہوئی بڑے بڑے نامور لوگ مرید و معتقد ہوگئے حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں تشریف لائے اور حضرت کے بیان و وعظ کا چرچا ہوا تو یہ تینوں بھائی بھی آپکے حالات دریافت کر کے چند روز آپسمیں مشورت کر کے حضرت کی ملاقات کو روانہ ہوئے اس وقت حضرت وہاں سے کوچ کر گئے تھے جب ملاقات ہوی تو پہلے حضرت ع نے بڑے بھائی عبد المجید کا نام لیکر پکارا اور ان تینوں صاحبوں پر نظر کیمیا اثر سے توجہ فرمائی اسیوقت جذبے سے بے ہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو بالیقین ہو کر ترک دنیا کر کے تینوں بھائی ہمیں سے ہمراہ ہوگئے۔ بندگیمیاں عبد المجید اور میاں امین محمد اصحاب اثنا عشرہ مبشرہ میں شمار کئے گئے حضرت مہدی علیہ السلام کی رحلت کے بعد بندگی میاں امین محمد نے بہت سیر و سیاحت کی ہزارہا آدمی آپکی تاثیر وعظ سے مصدق ہوئے اگرچہ آپ کے اشعار و تصنیف و تالیف بہت کچھ ہیں مگر بہت کمیاب چنانچہ یہ ابیات آپکی بہت مشہور ہیں سے از در شاہ محمد مہدی آخر زماں ٭ می نماید ہیچ خیراں دائما در مہدیاں ٭ جان و تن را بذل کردن خانماں بگذاشتن جوع و خواری پیشہ کردن صبر بر یاد داشتن ٭ ہر کہ مہدی را بگرود گفت او در دل کند ٭ ہیچ البش دیدار اللہ بالیقین حاصل شود ۔ ٭ سنہ ۹۳۹ میں آپکا وصال ہوا اور وہیں آپکا مزار ہے بلبک مہری رز آپکی تاریخ رحلت (حبتہم و یحبونہ) ہے مطلع نگار مرآتی الخ

۲۔ تذکرہ علماء ہند میں مذکور ہے کہ شیخ مبارک ناگوری اپنے زمانہ کے زبردست علماء سے تھے ابتداء خطیب ابو الفضل کازرونی اور ملا عماد طارمی سے گجرات میں علم حاصل کیا ہمیشہ علوم دینیہ کی درس و تدریس کا شغل تھا۔ فن شعر و معما وغیرہ اور سارے فضائل خصوصاً علم تصوف کو خوب سیکھا تھا شاطبی (کتاب قرأت) کو حفظ کر کے درس دیتے تھے قرآن مجید قرأت عشرہ سے پڑھتے تھے آخر میں قرآن مجید کی تفسیر منبع العلوم چار جلد میں لکھی اور اعلا وہ اس کے اور بھی تالیفات کئے ہیں پچاس سال کے قریب آگرہ میں درس و تدریس میں گزارے ہیں انکے فرزند ابو الفضل علامی و ملک الشعراء فیضی اور شیخ ابو الخیر فخر زمانہ تھے سنہ ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔ دربار اکبری میں بھی انکا ذکر واضح ہے شیخ علامی کے ہاتھ پر انہوں نے تصدیق کی ہے اور شیخ رح کے ہر جلسہ و ہر معرکہ میں جو علماء سلیم شاہ کے دربار میں ہوتے انمیں شیخ رح کے رفیق و معاون رہتے تھے ابو الفضل نے بوجہ قربت شاہی اور مخالفت علماء دنیا طلبی میں پڑ کر خود تقیہ اختیار کیا اور باپ کو بھی اس مذہب سے علیحدہ ثابت کرنا چاہا حالانکہ مذہب مہدویہ میں بیجا تقیہ کے برخلاف رہنا چاہئیے۔ سر سید احمد خاں نے بھی تہذیب الاخلاق میں شیخ مبارک کی نسبت لکھا ہے کہ شیخ مبارک ابو الفضل کا باپ بھی مہدویہ فرقہ میں سے تھا انتخاب مآثر الامرا جلد دوم صفحہ ۵۰ لکھا ہے کہ سلیم شاہ کے زمانہ میں شیخ علائی سے آپکا ذکر تصدیق وغیرہ مجذوب کی گواہی کے بیان میں گزرا ۳۔ جناب مولانا تاج محمد سہیت حضرت میاں یوسف

شاہ بوجی حافظ احمد آبادی و شیخ صدر الدین سندہی
و شیخ صلاح و ملا نجم الدین گجراتی برادر میان
وجیہہ الدین و قاضی ضیاء پٹنی و ملا ضیاء
دکھنی و شاہ علی پنڈسالی و میان الہداد

عماد سجاوندی اور ملا روح اللہ اور قاضی شاہ بوجی
احمد آبادی اور شیخ صدر الدین سندہی اور شیخ صلاح
اور ملا نجم الدین گجراتی برادر میاں وجیہہ الدین اور قاضی
ضیا پٹنی ملا ضیا دکہنی اور شاہ علی پڈسالی اور میاں الہداد

بقیہ صفحہ ۱۳ — سہیت کے بہائی ہیں اس زمانہ کے بڑے عالم و فاضل تھے اور احمد آبادی علماء میں استاد مانے جاتے تھے جن دنوں کہ حضرت جناب مہدی موعود علیہ السلام احمد آباد تشریف لے گئے تو وہاں ہزاروں آدمی ہر قسم کے لوگ امیر غریب فقیر مولوی مشائخ نے آپ کے آستانہ پر سر ٹیکدیا تھا جس کے سبب دنیا کے طالب ملاؤں نے اپنی ریاست اور مشیخت برباد ہونے کے خیال سے حضرت کے جانی دشمن ہو گئے اور رویت کے مسئلہ میں حضرت سے مخالفت کرکے لڑائی و شور و غوغا برپا کیا تو اس وقت تاج محمد صاحب رح نے اون بلوائی علماء کی واجبی خبر لی تھی۔ غرض حضرت تاج محمد صاحب نے بہی پٹن میں اپنے بہائی یوسف سہیت کے تصدیق کرنے کے بعد کرامت تصدیق و تلقین مہدی سے فیضیاب ہوئے۔ تواریخ مرات سکندری مطبوعہ بمبئی میں لکھا ہے کہ احمد آباد کے سب علمانے مسئلۂ دیدار کی بحث کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر مولانا تاج محمد سہیت جو اعلم علماء زمانہ تھے اور استاد استادان شہر تھے۔ مفتیوں کو اس دہمکی سے روکا کہ کیا ہم نے علم اسی لئے پڑھا ہے کہ ایک سید کے قتل کا فتویٰ دیں۔

۱۔ شیخ صدر الدین ٹہٹوی بڑے زبردست عالم و فاضل پرہیزگار اپنے زمانہ کے تھے اور نظام الدین شاہ سندہ کے ہم زمانہ تھے تمام علوم میں ایسی جامعیت رکہتے تھے کہ ہزارہا شاگرد کو کمال علمی کے مرتبہ تک پہنچایا تہا پہلے پہل سید محمد جونپوری مدعی مہدیت کے آنے کے ساتھ ہی اون سے مخاصمت اور مقابلہ سے پیش آئے آخر سید محمدؐ کو دیکھتے ہی راسخ مریدوں کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ تذکرۃ العلماء مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۶ نوٹ ٹہٹہ شہر سندہ میں ہے

۲۔ قوم میں اس مبارک نام کے دو ہی صاحب مشہور ہیں ایک بندگی میاں الہداد حمید رضہ مہاجر اور دوسرے بندگی ملک الہداد رضہ تابعین ملقب بہ خلیفہ گروہ میاں الہداد حمید کا تذکرہ مذکور ہو چکا اب میاں الہداد سے مراد ملک الہداد ہی ہونا چاہیئے۔ ورنہ تیسرے الہداد مشہور ہی نہیں واللہ اعلم حضرت ملک الہداد بن ملک احمد باڑیوال شیخ صدیقی حضرت یحییٰ تیری کی اولاد سے ہیں عالم عامل عارف کامل سلطان محمود بیگڑہ کے نامور امیروں سے تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن میں تشریف لائے تو انہوں نے بہی شرف تصدیق و تلقین حاصل کیا مگر حضرت کے ہمراہ ترک دنیا کرکے ہجرت نہیں فرمائی بعد وفات مہدی علیہ السلام جب صحابہ گجرات کو واپس آئے تو آپ بندگی میاں شاہ نظام رضہ کے حضور میں ترک دنیا کرکے آپکی صحبت میں رہے پھر حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر کی خلافت کی آپ کے حالات و سوانح ایک عجیب و غریب داستان بائیر عرفان ہے گروہ مہدویہ میں آپ افضل التابعین ہیں منتخب التاریخ میں تذکرہ اولیائے ہند میں کالپی کے برہان الدین صاحب رح کا ذکر نہایت خوش اسلوبی سے لکھا ہے کہ برہان الدین صاحب نے میاں الہداد باڑیوال کے جو ایک واسطہ سے میر سید محمد جونپوری کے خلیفہ ہیں کم کی صرف تین روزہ صحبت میں یہ فیض دین و کمال حاصل کیا ہے۔ سبحان اللہ پھر اس استاد کا کیا پوچھنا ۱۲ محشی

و میاں شاہ علی عنہ دولتابادی و قاضی قادن عنہ
سندہی و قاضی قادن خورد و میاں سید محمد شروانی
و مانند ایشان بسیار و بے شمار اند لیکن بہ سبب
تصدیع زیادہ نرفت حاصل الامر ایشان ہمہ
اہل سنت و جماعت و عالم عادل و مسلم کامل
بودند از روئے علم و عقل تمام تفحص نمودہ چنانچہ
مصدقان پیغمبران علیہم السلام ایشان نیز تحقیق
کردہ تصدیق آوردہ اند کما قال اللہ
تعالیٰ اولم یکن لھم آیۃ ان یعلمہ علمآء
بنی اسرائیل وقال فی الحامی الصحیح

اور میاں شاہ علی دولت آبادی اور قاضی قادن
سندہی اور قاضی قادن خورد اور میاں سید محمد
شروانی ان کے جیسے بہت اور بے شمار علماء
ہیں لیکن سبب تصدیع (ہم تصدیع مطالعہ)
زیادہ نہیں لکھے گئے حاصل کلام یہ تمام اہل سنت
والجماعت و عالم عادل و مسلم کامل تھے جیسا کہ
مصدقان پیغمبران نے تحقیق و دریافت کے بعد
تصدیق پیغمبری کی ہے اسی طرح یہ سب علماء علم سے
عقل سے پورے جہان بین کر کے حضرت سید محمد
کی مہدیت کی تصدیق کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

ع اس نام کے جو صاحب مہدوی قوم میں مشہور ہیں انہیں شک نہیں کہ وہ مصدق تھے اور دولت آباد میں ان کی بزرگی و ارشاد کا چرچا تہا مگر انہوں نے شاہ یعقوب رض مہدی علیہ السلام کے خاص پوتے جب دولت آباد تشریف لائے اور مخلوق کا رجحان آپ کی طرف زیادہ ہو گیا تو رشک سے آپ کو دعوت دیکر زہر دیدیا پس ایسا شخص نہ میاں ہو سکتا ہے نہ میاں کہنے کے لائق ہے مولف رسالہ حضرت شاہ یعقوب کے خاص پوتے ہیں آپ ہرگز کسی ظالم خونی کو میاں نہیں لکھتے لہذا یہ میاں شاہ علی جنکا تذکرہ رسالہ میں کیا گیا ہے دوسرے ہی صاحب ہیں ۱۲

ع آپ اپنے زمانہ میں سرآمد وقت تھے آپ کے والد کا نام قاضی ابو سعید ابن قاضی زین الدین بکری تہا الغرض فضائل علوم میں آراستہ و حفظ قرآن و علم قرات و فقہ و تفسیر و حدیث و تصوف و عزیمت و انشاء میں پیراستہ تھے وادی سلوک میں ریاضت کو کمال درجہ تک پہنچایا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے کشف و کرامات آپ سے بہت ظہور میں آئے اور سیر و سیاحت ملکوں کی بہت کی آخری عمر کے درمیان سید محمد جونپوری کے مرید ہوئے - جب آپ کے مرید ہونے کا شہرہ ہوا اور علمائے سنا تو اس زمانہ کے علماء ظاہر آپ پر طعن کرنے لگے اور سخت عداوت رکھتے تھے غرض آپ اپنی تمام عمر کو عبادت میں مشغول رکھے تھے ۹۵۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی بلاد سوستان میں آپ کا مزار ہے تاریخ الاولیاء مطبوعہ فتح الکریم بمبئی - اسی طرح تذکرہ علماء ہند مصنفہ رحمان علی صاحب مطبوعہ نولکشور میں مذکور ہے

سے تفسیر قادری (ترجمہ تفسیر حسینی) میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کیا نہیں ہے قریش کے مشرکوں کے

عندنا ان اجماع علماء كل عصر من اهل العدالة والاجتهاد حجة ولا عبرة بقلة العلماء واكثرهم. اور میاں عبد الملک فی الرسالة ما احسن ما قال اذا وقعت الحادثة ولم نجد التصريح فيها من المجتهدين واحتيج الى كشفها ناخذ برأي افضل زماننا وافضل زمان اتقياء زمانند ومثل این ارکان خاص در زمان عام این گروه پر شکوه است فکیف منهم الراسخون فی العلم اذ يقولون آمنا به كل من عند ربنا بالله فانصف ولا تعسف انه بين۔ واز بادشاهان

فرماتا ہے۔ کیا نہیں ہے مشرکوں کے لئے نشانی کہ جانتے ہیں اوس قرآن یا محمد کو علماء بنی اسرائیل اوسکی صفت کے ساتھ جو اونکی کتابوں میں لکھا ہے ہمارے پاس صحیح بات یہ ہے کہ ہر زمانہ کے علماء اہل عدالت و اجتہاد کا اجماع حجت یعنے دلیل ہے اور علماء کی کمی و زیادتی کا کچھ لحاظ نہیں اور میاں عبد الملک نے اپنے رسالہ میں کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ جب کوئی نیا واقعہ پیش آوے اور اسکے متعلق مجتہدین سے ہمکو کوی صراحت نہ ملے اور اسکے انکشاف کی احتیاج ہو تو ہم اپنے زمانہ کے صاحب فضیلت کی رائے لیں گے اور افضل زمانہ پرہیزگار زمانہ ہیں اور مثل ان ارکان خاص کے یعنے اتقیاء کے اس گروہ پر شکوہ میں عام لوگ ہیں پھر اون کا

بقیہ صفحہ (۱۵) کو نشانی قرآن کی صحت یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہ کہ جانتے ہیں قرآن کو اوسکی صفت کے ساتھ یا پیغمبر آخر الزماں کو اس کی نعت کے ساتھ علماء بنی اسرائیل کیسے جنہوں نے اگلی کتابیں پڑھی ہیں اور کسی چیز پر عالم کی گواہی کے سبب سے اوس چیز کا یقین ہو جاتا ہے اور وہ چیز تحقیق ہو جاتی ہے مسلمانو! قرآن میں اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کے مقابلہ میں علماء بنی اسرائیل کی تصدیق کو حجت ٹھیرایا یعنے علماء بنی اسرائیل کا ایمان مشرکوں کو ملزم ثابت کرنے کے لئے کافی دلیل ہے کیونکہ مشرکین قریش نہ تو کچھ پڑھے لکھے تھے اور نہ اون کے پاس کوئی کتاب یا صحیفہ تھا پس اون کے لئے ان علماء کا اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر اور اپنی برائی کو توڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دینا کافی حجت تھا جیسا کہ دنیا میں تمام حکام شہادت پر فیصلہ کرتے ہیں اس طرح خدا کے پاس بھی ایمانی فیصلے ہونگے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا اور آخر سورہ حج میں فرماتا ہے وفي هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوة وآتوا الزكوة واعتصموا بالله هو مولكم فنعم المولى ونعم النصير مولوی نذیر احمد صاحب اس آیت کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں دکہ گواہ ہونے کا مقصود ہے۔ حجت کا تمام

سلطان حسین^ع۵ شرقی بادشاہ شہر جونپور
وسلطان غیاث^ع۶ الدین بادشاہ قلعہ مانڈو
میرزا^ع۷ حسین ہروی بادشاہ خراسان

کا کیا جواب ہے جو ان میں الراسخون فی العلم
کی شان رکھتے ہیں جبکہ کہتے ہیں ہمنے اوسپر
ایمان لایا سب ہمارے پروردگار کے پاس سے ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۰) کرنا اور حجت کے تمام کرنے سے غرض یہ ہے کہ جس پر حجت تمام کی جائے اوسکو عذر کرنیکی گنجایش باقی نہ رہے۔ پس خدانے پیغمبر آخر الزمان کے بھیجنے سے ہم مسلمانوں پر اپنی حجت تمام کر دی کہ وہ ایسا دین لیکر آئے آسان اور قریب الفہم اور مطابق فطرت کہ ہمکو اس دین کے قبول کرنے میں کوئی جائے عذر باقی نہیں جس طرح پیغمبر کے بھیجنے سے خدانے اپنی حجت ہم مسلمانوں پر تمام کی۔ اسی طرح ہم مسلمانوں کے اسلام لانے سے دوسرے لوگوں پر خدا کی حجت تمام ہوئی کہ جیسے آدمی ہم ویسے آدمی وہ جیسے حواس ہمارے ویسے حواس اونکے جیسی عقل ہم کو دی گئی ویسی ہی عقل اونکو بھی دیگئی ہے تو کوئی سبب نہیں ہے کہ ہم تو اسلام قبول کریں اور وہ نہ کریں انتہی حقیر عرض کرتا ہے کہ اسی طرح خدانے مہدی موعود آخر زماں کے بھیجنے سے ہم مہدویوں پر حجت تمام کر دی کہ آپ نے اسلام کا حاصل قرآن کی غایت رسول کی اتباع اس طرح لیکر آئے کہ ہمکو اور علماء دین کو آپکا دعوے قبول کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں رہا جس طرح کہ مہدی کے بھیجنے سے ہم مہدویوں پر حجت تمام کر دی۔ اسی طرح ہمارے تصدیق کرنے سے دوسرے لوگوں پر حجت تمام ہوئی کہ جیسے آدمی ہم ویسے وہ جیسے حواس ہمارے ویسے انکے جیسی عقل ہماری ویسی ان کی پھر کیا وجہ ہے کہ ہم تو تصدیق کریں اور وہ نہ کریں

ع۵ سلطان حسین شرقی بادشاہ جونپور چونکہ مہدی علیہ السلام خاص جونپور ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائے لڑکپن سے آپ کے کرامات و اخلاق سارے شہر میں مشہور ہوگئے تھے پورے واقف ہے مرید و معتقد ہوگئے تھے۔ خصوصاً جبکہ ہند میں اسلام چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہا تھا اور ہر طرف سے شرک کی گھٹا چھا رہی تھی۔ آنحضرت نے سلطان کو جہاد کے لئے ابھارا حالانکہ سلطان دلیت رائے والی گوڑ کا باجگزار اور اس کے مقابل میں بالکل کمزور تھا مگر حضرت کے فرمان کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ ظاہری قوت کو ہیچ سمجھکر صرف حضرت کی باطنی امداد کے بھروسہ مستعد جنگ ہوگیا حضرت بھی بذات خود جنگ میں شریک ہوئے اور معرکہ کارزار کیوقت بہ نفس نفیس اس اہم لڑائی کو انجام دیا یعنے خود جنگ فتح کیا اور اسلام کا بول بالا ہوا سلطان خراج گزار تھا شہنشاہ ہوگیا۔ پھر تو سلطان حضرت کے حلقہ غلامی کو اپنا آویزہ گوش بنالیا۔

ع۶ سلطان غیاث الدین جسوقت کہ جناب سید نا مہدی علیہ السلام قلعہ مانڈو کو پہنچے تو وہاں بھی آپکی اعجاز بیانی کی شہرت ہوگئی رفتہ رفتہ سلطان غیاث الدین کو بھی آپکی تشریف آوری کی اور اعجاز بیانی کی خبر پہونچی۔ سلطان چونکہ فہمیدہ آدمی تھا اسکو اس امر کی تحقیق کی فکر ہوئی۔ مگر ان دنوں اسکے بیٹے نصیر الدین نے اسکو نظر بند کرکے خود حکمران تھا اسلئے سلطان نے حضرت کیخدمت میں عدم حضوری کی معافی چاہکر عرض کروایا کہ حضرت کے دو مرید میرے پاس روانہ فرمائیں تو مافی الضمیر عرض کردونگا حضرت نے بموجب درخواست دو صاحب کو روانہ فرمایا سلطان نے حضرت سے حالات سوالات کرکے ان دو صاحبوں کو گواہ رکھکر حضرت کی تصدیق کی اور نذرانہ اس قدر کثیر مقدار میں گذرانا کہ زر و جواہر کے ڈھیر لگ گئے حضرت نے وہیں سب کا سب خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ ۲ الملخص از سوانح

ع۷ جب میر ذوالنون امیر فرہ نے حضرت کی تصدیق کی تو یہاں کے تمام واقعات لکھکر سلطان میرزا حسین کی

وٰاسمٰعیل[۵] نظام شاہ ایشان ہمہ مصدقان
مہدی علیہ السلام بودند و برہان[۶]
نظام شاہ ابن احمد نظام شاہ تصدیق
مہدی علیہ السلام کردہ ہمہ مہاجران
حضرت میراں علیہ السلام را از ملک
گجرات بصدقیت و تعظیم آوردہ پسر ادہ

خدا کے لئے انصاف کرو اور عداوت نہ کرو
کیونکہ یہ ظاہر بات ہے اور بادشاہوں سے
سلطان حسین شرقی بادشاہ شہر جونپور اور
سلطان غیاث الدین بادشاہ قلعہ مانڈو
اور میرزا حسین ہروی بادشاہ خراسان اور
اسمعیل نظام شاہ یہ سب مصدقان مہدی ع

بقیہ صفحہ ۱۷۔ خدمت میں ہرات کو روانہ کیا اس وقت ہرات سلطان کا پایہ تخت تھا، میرزا حسین صاحب علم دینداربادشاہ تھا چنانچہ اوس نے اپنے علاقہ میں تخمیناً بارہ ہزار علماء کو جمع کیا تھا جہاں کہیں اہل علم کی خبر ملتی اونکو بلاکر بڑی عزت دیتا پس سلطان نے اس خبر کے پہنچنے کے بعد شیخ الاسلام کے مشورے سے ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی اور ملا مخدوم اور ملا علی گل کو تحقیقات کے لئے فرہ کو روانہ کیا اور ایک روایت میں بجائے ملا مخدوم اور ملا گل کے ملا درویش اور ملا عبدالصمد کا نام ہے۔ غرض ان چاروں علماء نے بعد تحقیقات تصدیق کر کے انمیں سے دو صاحب تو حضرت کے حضور میں رہ گئے اور دو صاحب نے جاکر سلطان سے عرض کیا کہ بیشک تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یہی مبارک ذات مہدی موعود ہے ہم نے تصدیق کر لی ہے جب سلطان نے یہ خبر سنی تو خود بھی تصدیق کر کے حضرت کی خدمت میں پہنچنے کے لئے تیار ہوا چونکہ ضعیف اور بیمار تھا اسلئے راستہ میں بعارضہ بخار انتقال کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے معہ اپنے اصحاب کے نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی جیسا کہ رسول اللہ نے نجاشی بادشاہ حبش کی جنازہ کی نماز ادا فرمائی تھی۔ سوانح۔

۵ برہان الملک تو اکبر کے دربار میں حاضر تھے ان کے دو بیٹے ابراہیم و اسمٰعیل چچا کے پاس قید تھے جب امرائے اپنے اپنے آقا کا گھر صاف کر دیا تو اسماعیل کو قید سے نکالکر تخت پر بیٹھایا۔ لیکن نمونہ کے لئے اسے سامنے رکھا حکومت آپ کرتے تھے۔ شہر میں قتل عام کیا۔ خاص و عام کے گھر لٹے جو جو انسان آنکھوں میں کھٹکتے تھے اور کسی موقعہ پر اونکے سر اٹھانے کا خیال تھا انہیں خاک میں دبا دیا۔ جو صاحب قوت امیر تھے اونکا مذہب مہدوی تھا اسماعیل خود لڑکا تھا انہوں نے اسے بھی مہدوی کر لیا اور مسجدوں میں مہدویہ کے خطبے جاری ہوگئے مہدوی مذہب کے لوگوں کے زور و شور پہلے ہی دیکھ چکے ہو انہوں نے سب کو دبا لیا۔ غیر مذہب کے لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر نکل گئے یا گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ دربار اکبری۔

۶ اور اس کے بعد سلطان برہان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا۔ یہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا اس کے عہد میں ملا شاہ طاہری بزودی اسماعیل علی ایران سے آیا۔ اور اوس نے حکمت قلمی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اس کی مزاج میں در آیا۔ اور شیعہ مذہب کی طرف رجوع کر لیا۔ اور یہ شیعہ ہو کر اہل سنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین سے لڑائی چھڑی آخر سنہ ۹۶۱ھ میں مر گیا۔ محبوب السلاطین مولفہ محمد حسین صاحب۔ منتخب اللباب نسخہ قلمی واقع کتب خانہ آصفیہ بنمبر ۱۹۱ میں لکھا ہے کہ جب اس زمانہ میں مذہب مہدویہ اس حد تک رواج پایا تھا کہ بہ مقابلہ دوسرے مذہب کے اسکی کوئی برائی

مہدی علیہ السلام را دختر خویش دادہ بود چنانچہ مشہور است و بعد ذالک مدتے ایں عقیدہ را مخفی ساختہ۔ بودہ آخر وقت ازاں مصلحت ہم رجوع کردہ بہ حضور میاں سید میرانجی و میاں پیر محمدؒ تصدیق مہدی علیہ السلام اظہار نمودہ جان بحق تسلیم کرد و پسر او شاہ علی نظام شاہ و ہمایون بادشاہ ایشان ساکت و مایل اینجانب بودند۔ و ازامرأ ہنڈال بیگ کامران بیگ برادر ہمایوں بادشاہ و میر ذوالنون امیر فرہ

تھے اور برہاں نظام شاہ بن احمد نظام شاہؒ نے حضرتؑ کی تصدیق کر کے حضرتؑ کے تمام مہاجروںؓ کو ملک گجرات سے صداقت و تعظیم سے (اپنے شہر میں) لاکر مہدی علیہ السلام کے خاص بنیرہ کو اپنی لڑکی دی چنانچہ مشہور ہے اور اسکے بعد ایک زمانہ تک اس عقیدے کو چھپا رکھا تھا آخر وقت اس مصلحت سے بھی رجوع کر کے سید میرانجی اور میاں پیر محمدؒ کے حضور میں تصدیق مہدی علیہ السلام کا اظہار کر کے انتقال کیا اور اسکا لڑکا شاہ علی نظام شاہ اورؒ

بقیہ صفحہ (۱۸) دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس وقت برہان نظام شاہ نے اپنی لڑکی قوم مہدویہ کے ایک مشایخ اور پیشوا کو کہ ظاہرا جمال و کمال اور مال میں مشہور تھے دیا۔ اتفاقات سے شاہ طاہر کہ عربستان کے معزز سادات سے کہا جاتا تھا اور اس کا ذکر تفصیلاً بیان ہوگا۔ اسی زمانے میں برہان شاہ کی خدمت میں جبکہ وہ ملا محمدؒ شروانی کے پاس درس لیتا تھا۔ دوسرے فضلاً کو بھی جمع کر کے اوسکو مطعون کئے کہ جیسا کہ شاہ طاہر مذہب مہدویہ کے تبایح کی اطلاع رکھتا ہے آپ لوگ واقف نہیں اس کے بعد کُل کہلا کہ اس وقت کے تمام فاضل لوگ جو مذہب حنفی کا دم مارتے تھے خفیہ مذہب مہدویہ رکھتے تھے۔ انتخاب

منقول ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد نگر تشریف لے گئے تو احمد نظام شاہ بہ تمنائے دعائے اولاد آپکی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے پسخوردہ پان عنایت کیا جسمیں نصف بادشاہ نے کھایا اور نصف محل میں کھلایا اس کی برکت سے اسی روز بیگم حاملہ ہوگئی اور یہی برہان نظام شاہ پیدا ہوا۔ اسکی تین پشت تک مہدویہ مذہب رہا۔ جب وہاں سے پیشوایان مذہب نے ہجرت کی تو اسکی اولاد نے مذہب چھوڑ دیا

سو منقول ہے کہ شہنشاہ ہمایون اکبر کا باپ حضرت بندگمیاں سید خوندمیرؓ کا مکتوب ملتانی جو ایک سالہ ثبوت ہے آب زر سے لکھوا کر اپنے پاس رکھا تھا اور مہدویہ کی طرف مایل تھا۔ عے جب حضرت مہدی علیہ السلام

دشاہ بیگ علیہ امیر قندہار و میرزا شاہین	ہمایون بادشاہ دہلی یہ لوگ ساکت اور

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹ قندہار سے فرہ پہنچے تو وہاں بھی حضرت کی دعوت اور وعظ و بیان سے شہر گونج اٹھا وہاں کے قاضی صاحب نے کوتوال کو حکم دیا۔ کہ ان کا اسباب و ہتیار ضبط کر کے لاؤ کوتوال سرور خاں نے پہونچکر ظلم و تعدی سے پیش آیا۔ صحابہ کے ہتیار و اسباب چھین لیئے گئے اور علاوہ ازیں صبح قید کیئے جانے کی بھی سنائی۔ اسی شب میں سرور خاں نے حضرت رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا نیزہ لیئے ہوے اس کے سینے پر کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تیرے علاقہ میں میرے فرزند پر یہ ظلم ساتھ ہی آنکھ کھل گئی گھبرا کر اٹھا تو پیٹ میں درد اس شدت سے اٹھا کہ جینا محال ہو گیا اس نے سمجھ گیا کہ یہ کل کے عمل کا نتیجہ ہے فوراً حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اور قصور کی معافی چاہی آپ نے اپنا پسخوردہ عنایت کیا۔ اوسی وقت درد موقوف ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت کی تصدیق سے مشرف ہوا تلقین ہو کر عرض کیا کہ کل جو کچھ اسباب خادموں کا گیا ہو فہرست ملے تو فدوی گزراندتا ہے آپنے فرمایا کہ جو چیز ہم کو چاہیئے ہمارے پاس ہے گئی نہیں (یعنی ذکر خدا) پس سرور خاں واپس ہو کر تمام اسباب واپس کر دیا اور قاضی صاحب کی اچھی خبر لی۔ اور اس تمام واقعہ کی میر ذوالنون کو خبر کی میر نے کہا یہ ایک بھاری بات ہے کوئی معمولی نہیں تمام علماء کو جمع کر کے اس کا مقابلہ کرنا اور کوئی تدبیر ایسی کرتا کہ اگر جھوٹا ہو تو اکھڑ جائے۔ پس میر نے کوتوال سے کہا کہ اچھا ہم بھی تحقیق کے لئے چلتے ہیں تم تمام سیاسی آلات لیکر وہاں ٹھہرو اسکے ساتھ سارے شہر میں گڑبڑ مچگئی اور سیاسی آلات و جلاد وغیرہ کو دیکھ کر حضرت کے اصحاب بھی گھبرا گیئے۔ حضرت نے ان کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں ہم اللہ کی حفاظت میں ہیں۔ غرض میر ذوالنون بڑے تزک و احتشام سے نقارے بجاتا ہوا رعب دار شکل سے آیا۔ اسوقت حضرت بیان قرآن میں مشغول تھے ہزارہا آدمی کا مجمع حضرت کے اطراف تھا۔ میر کیلئے حضرت کے قریب مسند لگائی گئی تھی میر کی سواری آئی تو چوبدار راستہ کشادہ کرنے کیلئے لوگوں پر مارپیٹ کرنے لگے جب میر لوگوں کو چیرتا ہوا حضرت کے طرف بڑہ رہا تھا اور حضرت سے نظر دوچار ہوی۔ تو حضرت نے فرمایا میر جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ اس فرمان کے ساتھ ہی میر وہیں بھیڑ میں بیٹھ گیا جب آپ بیان سے فارغ ہوے تو میر کو نزدیک بلایا۔ میر نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ منجملہ علامات مہدی کے یہ بھی ہے کہ اسپر تلوار کارگر نہ ہوگی حضرت نے اسی وقت اپنی تلوار میر کے حوالے کیا اور فرمایا کہ آزمالو میر نے تلوار کھینچکر وار کیا مگر ہاتھ اوپر سکا اور رہ گیا۔ دوسری مرتبہ پھر وار کیا۔ پھر اوسیطرح رہ گیا۔ تیسری مرتبہ بڑے غصہ سے وار کیا تو پھر شل ہو گیا اور بیکار ہو گیا اوسوقت حضرت نے اپنا دست مبارک انکے ہاتھ پر پھیرا تو ہاتھ قابو میں آیا حضرت نے فرمایا کہ میر تلوار کا کام کاٹنے کا ہے مگر مطلب روایت کا یہ ہے کہ مہدی پر کوی غالب و رقاصۃ ہوگا۔ پس ملا نور نے پکار اٹھا کہ واللہ یہی مہدی آخر زمانہ ہے اسیوقت میر نے بھی تصدیق کی اور تمام شہر کے عالم و امی تصدیق سے مشرف ہوے مختصر اسکے علاوہ جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام قندہار پہونچے تو وہاں بھی حضرت کی دعوت مہدیت کا

امیر ہیبکر و نوری بیگ پیشوار ہمایون
و دریا خاں مملکت مدار بادشاہ سندہ
و شیر خاں پولادی امیر گجرات و ملک عرف خانجی

اسی طرف (مہدویت) مائل تھے اور امیروں
سے ہنڈال بیگ اور کامران بیگ برادران
ہمایون بادشاہ اور میرزوالنون امیر فرہ اور

بقیہ صفحہ (۲۰) شہرہ ہوا متعصب علمائے وہاں کے حاکم مرزا شہ بیگ بن میرذوالنون کو جو ایک نوجوان شرابی تھا بھڑکایا کہ اس سید کے دعوے کی تحقیق کے لئے اس کو طلب کیا جائے۔ شہ بیگ نے کہا ضرور یہ امر تحقیق طلب ہے سید کو طلب کرو۔ علمائنے حکم ملتے ہی چند سپاہیوں کو روانہ کیا اور سکھلایا کہ سید کو تہایہ بے حرمتی سے لانا۔ چنانچہ اس روز جمعہ کا دن تہا اگرچہ حضرت خود جامع مسجد کو جانے تیار ہورہے تھے مگر اون نالایقوں نے حضرت کو جوتیاں پہننے کی بھی فرصت نہ لینے دی بلکہ آپکا کمر بند پکڑکر کھینچکر آگے بڑھایا اور جب آپ کے اصحاب ساتھ ہونے لگے تو اونپر زدوکوب بھی کی۔ مگر انھوں نے ساتھ نہ چھوڑا۔ غرض حضرت جامع مسجد میں جاکر صف اولین میں ولقبلہ بیٹھ گئے یہ امر علماء کو سخت ناگوار ہوا کچھہ دیر میں شہ بیگ نشہ میں چور بنا ہوا آیا اس وقت ایک صحابی نے حضرت سے عرض کیا شہ بیگ نشہ میں ہے حضرت نے کلام نرمی سے فرمانا انکے جواب میں آپ نے فرمایا بندہ کے پاس دنیا کی نشہ کا فور ہوجاتی ہے یہ تو فانی شراب کی نشہ ہے جب شہ بیگ بعد فراغ نماز حضرت کے روبرو بیٹھا تو علمانے بیوجہ گفتاری شروع کی مگر شہ بیگ نے اونکو روکا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا حضرت نے بیان قرآن شروع فرمایا دو تین آیت کا ہی بیان ہوا تہا کہ شہ بیگ بسمل ہوگیا اور گلا چھوڑکر رونے لگا۔ جب حضرت بیان سے فارغ ہوے تو شہ بیگ اپنے قصور کی معافی چاہکر تصدیق وتلقین سے مشرف ہوا۔ واپسی کے وقت حضرت کی فرودگاہ تک ساتھ آیا تین روز تک حضرت کی مہمانی کی جب حضرت وہاں سے فرہ کی طرف چلے تو پاپیادہ چار میل تک آپکے گھوڑے کی رکاب تھامے ہوے ساتھ رہا وہاں سے حضرت نے جبرا رخصت کیا۔ ملخص از سوانح۔

۱ جب حضرت مہدی علیہ السلام علاقہ سندمیں پہونچے اور وہاں بھی آپ کے تاثیر بیان وکلام نے جوق کے جوق حلقہ ارادت میں لیتا چلا تو وہاں کے علماء دنیا پرست مباحثہ میں عاجز آکر وہاں کے بادشاہ جام سند کو سکھلایا کہ کسی طرح سید کا قصہ تمام ہوجائے ورنہ اپنی شیخی میں فتور پڑتا ہے آخر کار جام نے دریا خاں مملکت مدار کی سپہ سالاری سے فوج روانہ کی کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ساری جماعت کو تباہ وتاراج کردیا جائے دریا خاں جس وقت حضور موعود میں پہنچا تو نظر سے نظر ملتے ہی بے ہوش گرا حضرت نے اسی حالت بے ہوشی میں اون کو ذکر خفی دیا۔ جب ہوش آیا تو فوراً قدموں پر گر پڑا اور تصدیق وتلقین سے مشرف ہوکر واپس ہوا اس کے بعد شیخ صدرالدین صاحب سے مباحثہ کی ٹہیری

۲ ملک خاں عرف ملک خانجی یہ ہیتم خاں کے بیٹے ہیں۔ حضرت میاں سید محمود خاتم المرشد نبیئہ حضرت مہدی علیہ السلام اپنے مقدس اور مبارک ہاتھ سے (جالور پر چڑہائی کرنے کے ارادہ سے ملک خاں کے لشکر میں کمر بندی ہورہی تھی) ملک خاں کی کمر میں تلوار باندہی اور فرمایا کہ یہ تلوار حصار جالور کے قفل کی کلید فتح ہے۔ اس کی بدولت تمہارا گیا ہوا جالور کا راج پھر ہاتھ آئیگا

امیر جالور و جمال خاں مملکت مدار نظام
شاہ و عثمان خاں سور خواہر زادہ شیر شاہ
واکثر ایشان عالم و صلحا بودند و مثل
ایشاں بسیار امراء و وزرا حضرت میران
علیہ السلام را واجب التصدیق یافتہ
ایمان آوردہ سر بر عتبہ شریف ایشان

شاہ بیگ امیر قندہار اور میرزا شاہین
امیر بھکر اور لوزی بیگ پیشوا ہمایون
اور دریا خاں مملکت مدار پادشاہ سند
اور شیر خاں پولادی امیر گجرات اور ملک
خانجی امیر جالور اور جمال خاں مملکت مدار
نظام شاہ اور عثمان خاں سور ہمشیر زادہ

بقیہ صفحہ (۲۱) میری آج کی دعا کا اثر صرف اسی وقت کے لئے منحصر نہیں ہے بلکہ تمہارے جانشینوں کی مسند نشینی کے وقت بھی اگر میری اولاد میں سے کوئی اہل ارشاد تلوار بند ہوگا تو یہ سمجھ لینا کہ اس کی ریاست کا پایہ مجدداً مستحکم اور مضبوط ہوگیا۔ یاد رکھو کہ فقیر کی دعا تمہارے اور تمہارے خاندان کے سر پر ابر رحمت کی طرح سایہ افگن رہے گی۔

چنانچہ اب تک اس ریاست میں یہ دستور چلا آرہا ہے کہ مسند نشینی کے وقت تبرکاً میاں سید محمود کی اولاد میں سے کوئی صاحب ارشاد تلوار بند ہوتا ہے۔

م ۱۵۷۲ء ۹۸۰ھ میں جب شہنشاہ اکبر نے مرزاؤں کا فساد مٹانے کے لئے فتح پور سیکری سے یلغار کر کے گجرات جاتے ہوئے جالور میں مقام کیا ملک خاں نے اس وقت غیر معمولی آؤ بھگت سے کام لیا تو اکبر بہت خوش ہوا۔ اور فتح گجرات تک ملک خاں کو شہنشاہ اکبر نے اپنے ہمراہ رکھا غرض ملک خاں اپنی زندگی نہایت فراغ بالی سے گزار کر م ۱۵۷۶ء ۹۸۴ھ میں اس دار فانی سے سفر آخرت اختیار کیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ پالن پور صفحہ (۱۳۰ و ۱۳۲) مولفہ جناب گلاب میاں صاحب۔

عـــہ۔ اکثر مورخین نے آپ کا ذکر لکھا ہے لیکن تاریخ فرشتہ میں مفصل حالات لکھے گئے ہیں۔ جمال خاں مملکت مدار حضرت شاہ یوسف۔ (پدر شاہ قاسم مولف رسالہ ہذا) کے مرید تھے۔

نہادہ اند و گفتند آمنا و صدقنا و قال اللہ
تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ
بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ لیکن چونکہ با تمام و
کمال حجتہا جمیع پیغمبران علیہم السلام
تکذیب کردہ شدہ اند بلکہ توحید
خدا تعالیٰ اندک قبول کردہ اند باوجود
قولہ تعالیٰ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا
مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔

پس اگر مہدی علیہ السلام را ہم بہ بودن
حجت و دلایل نگروند عجبے نیست وانانکہ
میگروند ہم عجب ندارند کقولہ تعالیٰ
يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ
اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ
هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

تمت

شیر شاہ ان میں اکثر عالم اور نیکبخت تھے
مثل اونکے بہتیرے امراء و زراء نے
حضرت میراں علیہ السلام کو واجب التصدیق
جانکر ایمان لاکر آپ کے آستانہ پر
سر ٹیکدیئے اور آمنا و صدقنا کہدیا
اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور جب (بہت سے
لوگ اسلام لاکر) خدا کو مان چکے
تو جو لوگ اس کے بعد اللہ کے بارے
میں حجتیں نکال کھڑی کریں تو اون کے
پروردگار کے نزدیک ان کی حجت
پھسپھسی اور انپر (خدا کا) غضب ہے
اور اونکو سخت عذاب ہونا ہے
لیکن جبکہ باوجود پوری پوری دلیلوں
کے سب پیغمبران جھٹلا دیئے گئے ہیں
بلکہ توحید خدائے تعالیٰ کو بہت تھوڑے
لوگوں نے قبول کیا ہے۔ باوجودیکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتنی ایک
نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین پر کہ
وہ اس پر سے گزرتے ہیں۔ اور حالانکہ

؎ اس آیت کا مطلب بعینہ آیۃ اولم یکن لہم آیۃ کے موافق ہے اسمیں بھی مومنوں کو
اہل انکار کے مقابلہ میں گواہ بیان کیا ہے اور یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ جب بعض نے

وہ لوگ اون نشانوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے اور نہیں ایمان لاتے ہیں بہتیرے اللہ پر مگر یہ کہ وہ مشرک ہیں۔ پس اگر مہدیؑ کو بھی باوجود حجت و دلایل کے نہ مانیں کوئی تعجب نہیں اور جو لوگ کہ قبول کرتے ہیں وہ بھی غرور نہ کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمدؐ یہ لوگ تجھپر احسان دہراتے ہیں کہ انھوں نے اسلام لایا۔ اون سے کہدو کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ دھرو بلکہ تمپر خدا کا احسان ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت کیا اگر تم سچے ہو۔

بقیہ صفحہ ۲۳- ایمان لالیا تو اہل انکار کا حجت کرنا بیکار ہے۔ حقیر عرض کرتا ہے کہ آپ بتلائیے کہ جب ہمارے مہدی علیہ السلام کی صدقیت پر مجذوب رح گواہی دیں اور اولیاء گواہی دیں کہ یہی مہدی موعود ہے اور علماء صالحین و فضلاء کاملین گواہی دیں کہ ہم نے اخبار و آثار کے لحاظ سے اخلاق و معجزات کے لحاظ سے خوب تحقیق کی تو ثابت ہوا کہ یہی مہدی موعود ہے اور بادشاہان و امراء گواہی دیں کہ ہم نے ہر طرح رعب دواب شاہی سے اور مقابلہ علما سے جانچ پڑتال کر دیکھا بیشک سید محمدؑ اپنے دعوے میں سچے ہیں اور ان گواہوں کی تعداد ہزاروں لاکھوں سے تجاوز ہو تو بتاؤ کیا اہل انکار خدا کے پاس اتنے سارے گواہوں کو جھوٹے ثابت کر دینگے اور یہ کہکر بیچ جاینگے کہ ہمارے پاس کوئی مہدی نہیں آیا۔ نہیں نہیں بلکہ اونکی شہادت کے مقابلہ میں انکار کرنے والوں کی ساری حجتیں لغو اور بیکار ہونگی یہی مطلب ہے آیت والذین یحاجون فی اللہ کا۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین
آمین

محشی ١٢